بارہمولہ: عمر عبداللہ، انجینئر رشید، سجاد لون کے درمیان سہ رخی مقابلہ

جموں وکشمیر کی بارہمولہ لوک سبھا سیٹ کی پولنگ قریب ترآنے کے بیچ ضلع بارہمولہ کے ایک گاؤں میں خواتین کا ایک گروپ کشمیر کا روایتی لوک گیت ’ونون‘ گاتے ہوئے اور مٹھائیوں کی بارش کرتے ہوئے محبوس رکن قانون ساز انجینئر رشید کے فرزند ابرار رشید کا والہانہ استقبال کرتی ہیں۔

23 سالہ ابرار رشید اور ان کے برادر اصغر اسرار رشید جو کل تک گمنامی کی زندگی گذار رہے تھے آج گھریلو نام بن گئے ہیں اور بارہمولہ کے دیہات سے جب ان کی انتخابی مہم کا کارروان گذر جاتا ہے تو فضا فلک شگاف نعروں سے گونجتا ہے اور جہاں یہ کارروان رکتا ہے تو وہاں ابرار کو سننے کے لئے لوگوں کا جم غفیر جمع ہو جاتا ہے۔ سیاسی مبصرین کا ماننا ہے کہ انجینئر رشید کے حق میں ہمدردی کی بنیاد پر بلند ہونے والی اس لہر نے جموں وکشمیر کی روایتی جماعتوں کی نیندیں حرام کردی ہیں۔

بتادیں کہ عوامی اتحاد پارٹی کے صدر عبدالرشید شیخ عرف انجینئر رشید بارہمولہ لوک سبھا سیٹ کے لئے تہاڑ جیل سے ہی میدان میں ہیں۔ لنگیٹ اسمبلی حلقے سے لگاتار دو بار رکن اسمبلی رہنے والے انجینئر رشید دہشت گردی کی فنڈنگ کیس کے سلسلے میں سال 2019 سے بند ہیں۔ بارہمولہ لوک سبھا سیٹ کے لئے اب نیشنل کانفرنس کے نائب صدر اور سابق وزیر اعلیٰ عمر عبداللہ، پیپلز کانفرنس کے صدر سجاد لون، پی ڈی پی کے فیاض میر اور محبوس انجینئر رشید کے درمیان کانٹے کی ٹکر متوقع ہے۔

انجینئر رشید کے حق میں عوامی لہر بلند ہونے سے قبل اس سیٹ پر عمر عبداللہ اور سجاد لون کے درمیان ہی مقابلہ دیکھا جاتا تھا لیکن اب یہ جنگ ایک دلچسپ مرحلے میں داخل ہوئی ہے۔

انجینئر رشید کا لوگوں کی ہمدردی پر انحصار ہے جبکہ عمر عبداللہ بی جے پی کے دفعہ 370 اور سجاد لون کو بی جے پی کی بی ٹیم کا کارڈ کھیل رہے ہیں اور سجاد لون اس سیٹ کے لئے عمر عبداللہ کو 'سیاح' قرار دے رہے ہیں۔ پیپلز کانفرنس لوگوں کو یہ بتا کر بھی ووٹ مانگ رہی ہے کہ عمر عبداللہ نیشنل ڈیموکریٹک الائنس قیادت والی بی جے پی سرکار کا حصہ رہ چکے ہیں۔ دوسری طرف بارہمولہ لوک سبھا سیٹ کے لئے پیپلز کانفرنس کو اپنی پارٹی اور سابق نائب وزیر اعلیٰ مظفر بیگ کی بھی حمایت حاصل ہے۔ بارہمولہ لوک سبھا سیٹ چار اضلاع بارہمولہ، کپوار، بانڈی پورہ اور بڈگام پر مشتمل ہے۔

حالیہ نئی حد بندی کے دوران بڈگام اور بیروہ اسمبلی نشستوں کو بھی بارہمولہ لوک سبھا سیٹ میں شامل کیا گیا جس کے ساتھ یہ نشست اب 18 اسمبلی نشستوں پر مشتمل ہے جس کے زائد از 17 لاکھ رائے دہندگان ہیں۔

تاریخ کے پس منظر میں دیکھا جائے تو بارہمولہ میں باقی حلقوں مقابلے میں گذشتہ تین دہائیوں کے دوران زیادہ ووٹرٹرن آوٹ دیکھا گیا ہے۔ اس نشست پر گذشتہ چار لوک سبھا انتخابات 2004، 2009، 2014 اور 2019 میں پولنگ شرح بالترتیب 35.5 فیصد، 41.8 فیصد، 39.1 فیصد اور 38.9 فیصد ریکارڈ کی گئی۔ اس سیٹ پر سال 1996 میں سب سے زیادہ 47.7 فیصد ووٹرٹرن آوٹ رہا ہے۔

بارہمولہ لوک سبھا سیٹ پر نیشنل کانفرنس کا زیادہ تر غلبہ رہا ہے اور گزشتہ لوک سبھا الیکشن میں اس سیٹ پر نیشنل کانفرنس کے ہی امیدوار اکبر لون نے بازی مار لی تھی۔ سابق وزیر اعلیٰ عبداللہ جو اس سیٹ کے امیدوار ہیں اس قلعے پر اپنا قبضہ برقرار رکھنے کے لیے محبت کررہے ہیں۔

ادھر بی جے پی نے کشمیر کی تین لوک سبھا سیٹوں میں کسی بھی سیٹ کے لئے اپنے امیدوار کھڑے نہیں کئے ہیں تاہم وہ بعض پارٹیوں کو بالواسطہ سپورٹ فراہم کر رہے ہیں۔ اس لوک سبھا سیٹ کے لئے 20 مئی کو ہونے والی پولنگ کے لئے 2 ہزار 1 سو 3 پولنگ مراکز قائم کئے گئے ہیں اور اس سیٹ کے لئے 22 امیدواد قسمت آزمائی کررہے ہیں۔

سیاسی مبصرین لوگوں میں الیکشن سے متعلق پائی جا رہی گہما گہمی کے پیش نظر اس نشست کے لئے بھی اچھے ووٹرٹرن آوٹ کی توقع کررہے ہیں۔

23 سالہ ابرار رشید اور ان کے برادر اصغر اسرار رشید جو کل تک گمنامی کی زندگی گزار رہے تھے آج گھریلو نام بن گئے ہیں اور بارہمولہ کے دیہات سے جب ان کی انتخابی مہم کا کارواں گذر جاتا ہے تو فضا فلک شگاف نعروں سے گونجتی ہے اور جہاں یہ کارواں رکتا ہے تو وہاں ابرار کو سننے کے لئے لوگوں کا جم غفیر جمع ہوجاتا ہے۔ سیاسی مبصرین کا ماننا ہے کہ انجینئر رشید کے حق میں ہمدردی کی بنیاد پر بلند ہونے والی اس لہر نے جموں وکشمیر کی روایتی جماعتوں کی نیندیں حرام کر دی ہیں۔

انجینئر رشید

عمر عبداللہ کے سامنے پارٹی کو مضبوط کرنے کا چیلنج

عمر عبدالله اس مرتبہ شمالی کشمیر کے بارہ مولہ پارلیمانی حلقے سے اپنی قسمت آزمار ہے ہیں اس سے قبل سری نگر پارلیمانی حلقے سے الیکشن لڑتے تھے اس دفعہ حلقہ بدلنے سے ان کو زیادہ جدوجہد کرنی پڑ رہی ہے۔ عمر عبداللہ نے کہا ہے کہ وہ اس دفعہ کسی فرد کے خلاف الیکشن نہیں لڑ رہے ہیں بلکہ بی جے پی کے خلاف الیکشن لڑ رہے ہیں۔ انہوں نے مزید وضاحت کی کہ ”بی جے پی کے کوئی بھی امیدوار اس الیکشن کھڑا نہیں ہے۔ لہٰذا نیشنل کانفرنس کے امیدوار کے خلاف اگر کوئی بھی انڈیا بلاک کا لیڈر امیدوار کے طور پر کھڑا ہے تو اس کا فائدہ بی جے پی کو ہوگا۔ وادی میں انڈیا بلا کے صرف تین امیدوار الیکشن لڑ رہے ہیں ان میں میاں اشرف احمد جنوبی کشمیر سے، وسطی کشمیر سے آغا روح اللہ مہدی اور شالی کشمیر سے میں الیکشن لڑ رہا ہوں۔“ روح اللہ مہدی کو سری نگر پارلیمانی حلقے میں نیشنل کانفرنس کا امیدوار بنایا گیا ہے۔ اس دوران عمر عبداللہ نے اعلان کردیا تھا کہ جب تک جموں وکشمیر کو ریاست کا درجہ نہیں ملتا وہ اسمبلی ک الیکشن نہیں لڑیں گے۔ بارہ مولہ لوک سبھا میں 18 اسمبلی علاقے آتے ہیں اور سب اسمبلی حلقوں میں زبردست کھینچ تان ہے۔ نیشنل کانفرنس نے بڈگام بیروا اور باندی پورہ میں اپنی اہمیت اور جیت کے امکانات کو بڑھانے کے لیے شیعہ ووٹران کو اہمیت دی ہے۔ 2019 میں حد بندی میں انتخابی حلقے ہیں بدل گئے ہیں اور بارہ مولہ میں وہ علاقے شامل ہوگئے ہیں جو شیعہ غلبے والے ہیں۔ عمر عبداللہ نے کہا ہے کہ ہمارے لیے علاقے کو ریاستی درجہ دینے کی بات کوئی اہمیت کا حامل نہیں ہے۔ ہم اس مطالبے کو فی الحال نظر انداز کر رہے ہیں۔ نیشنل کانفرنس اس پورے خطے میں اپنی پوزیشن بہتر بنانے کی کوشش میں لگی ہوئی ہے اور اس کے سامنے عوام کے خواہشات کو پورا کرنے اور وعدوں کو نبھانے کا چیلنج ہے۔ عمر عبداللہ نیشنل کانفرنس کے سینئر لیڈر ہیں وہ ماضی میں جموں وکشمیر کے وزیر اعلیٰ رہ چکے ہیں وہاں کے لوگوں کو ان سے بڑی توقعات ہیں۔ مقامی لوگوں کا کہنا ہے کہ علاقے میں صحت سے متعلق خدمات اور بنیادی ڈھانچہ کمزور ہے۔ یہ علاقہ اقتصادی طور پر کمزور ہے۔

پانچویں مرحلے میں 80 امیدواروں کی قسمت داؤ پر

بہار میں پانچویں مرحلے کے پارلیمانی الیکشن میں اس وقت 80 امیدوار میدان میں ہیں۔ انتخابی مہم رک گئی ہے اور 20 مئی کو الیکشن ہوگا۔ جن سیٹوں پر الیکشن ہونا ہے ان میں سارن، حاجی پور، سیتا مڑھی، مدھوبنی اور مظفر پور ہیں۔ ان 80 امیدواروں میں 35 امیدوار آزاد امیدوار کے طور پر اپنی قسمت آزمار ہے ہیں۔ جن اہم لوگوں کی قسمت کا کا فیصلہ 20 مئی کو ہونا ہے ان میں پاسوان کے بیٹے چراغ پاسوان حاجی پور سے الیکشن لڑ رہے ہیں ان کا مقابلہ شیو چندر رام سے ہے جو کہ آر جے ڈی کے امیدوار ہیں۔ دوسرے اہم امیدواروں میں رونی آچاریہ ہیں جن کا مقابلہ سارن پارلیمانی حلقے میں راجیو پرتاپ روڑی سے ہے جو بی جے پی کے سینئر لیڈر ہیں جبکہ سیتا مڑھی میں آر جے ڈی کے امیدوار ارون رائے کا مقابلہ جے ڈی یو کے دیویش چندر ٹھاکر سے ہے۔ مدھوبنی پارلیمانی حلقے میں سابق وزیر اشرف علی فاطمی کا مقابلہ اشوک کمار یادو سے ہے۔ مظفر پور میں اجے نشاد کانگریس کے ٹکٹ پر الیکشن لڑ رہے ہیں ان کا مقابلہ بی جے پی کے راج بھوشن نشاد سے ہے۔ الیکشن کمیشن کے اعداد وشمار کے مطابق 80 امیدواروں کی لسٹ میں روہنی آچاریہ سب سے مالدار امیدوار ہیں۔ ان کے اثاثے 36 کروڑ کے بتائے جاتے ہیں جبکہ دوسرے نمبر کے سب سے مالدار امیدوار کانگریس کے اجے نشاد ہے۔ اجے نشاد کے اثاثے 16.6 کروڑ کے ہیں جبکہ بی ایس پی کے امیدوار جو کہ مدھوبنی سے اپنی قسمت آزمار ہے ہیں انہوں نے اپنی اثاثوں کی قیمت 11.7 کروڑ بتائی ہے۔ سیتا مڑھی کے ممبر پارلیمنٹ دیویش چندر ٹھاکر کے اثاثوں کی قیمت بھی 8 کروڑ بتائی جاتی ہے۔ جبکہ سارن سے بی جے پی کے امیدوار راجیو پرتاپ روڑی کے اثاثوں کی قیمت تقریباً 8 کروڑ ہیں۔

مدھوبنی پارلیمانی حلقے میں سابق وزیر اشرف علی فاطمی کا مقابلہ اشوک کمار یادو سے ہے۔ مظفر پور میں اجے نشاد کانگریس کے ٹکٹ پر الیکشن لڑ رہے ہیں۔ ان کا مقابلہ بی جے پی کے راج بھوشن نشاد سے ہے۔ الیکشن کمیشن کے اعدادوشمار کے مطابق 80 امیدوار و ں کی لسٹ میں روہنی آچاریہ سب سے مالدار امیدوار ہیں۔

ہزاری باغ میں 2 ممبران اسمبلی کے درمیان کانٹے کا مقابلہ

جھارکھنڈ کے پارلیمانی حلقے ہزاری باغ میں اس دفعہ دو پسماندہ ذاتوں کے امیدوار آمنے سامنے ہیں۔ یہ دونوں امیدوار ایم ایل اے ہیں اور ان کا دونوں کا خاندانی سیاسی پس منظر رہے ہے۔ یہ سیٹ اس لیے کافی اہمیت کے حامل ہیں کہ اس پر سابق مرکزی وزیر یشونت سنہا اور ان کے بیٹے الیکشن جیت چکے ہیں۔ یہ دونوں اس وجہ سے اس سیٹ پر الیکشن نہیں لڑ رہے ہیں کیونکہ اس سیٹ پر دونوں پارٹیوں اور بی جے پی اور کانگریس کے امیدوار ہیں۔ کانگریس کے امیدوار چند روز قبل تک بی جے پی میں تھا اور پارلیمنٹ کے الیکشن لڑنے کے لیے پارٹی چھوڑ کر کانگریس میں شامل ہوگیا۔ اس مرتبہ ہزاری باغ ضلع کے ممبر اسمبلی بی جے پی کے ٹکٹ پر الیکشن لڑ رہے ہیں وہ اسی ضلع میں بی جے پی کے ٹکٹ پر ایم ایل اے کے طور پر منتخب ہوئے تھے۔ جبکہ کانگریس کے امیدوار جے پرکاش بھائی پٹیل منڈو اسمبلی حلقے الیکشن لڑے تھے۔ اس مرتبہ یہ سیٹ اس لیے اہمیت کی حامل ہوگئی ہے کہ کانگریس کا امیدوار بی جے پی کو غچہ دے کر ایم پی کا الیکشن لڑ رہا ہے۔ ہزاری باغ پارلیمانی حلقے میں کانگریس نے 1984 میں الیکشن جیتا تھا اس کے بعد سے اب تک کانگریس پارٹی کا کوئی بھی امیدوار یہاں سے کامیاب نہیں ہوسکا ہے۔ 1984 میں دامیندر پانڈو نے کانگریس کے امیدوار کے طور پرسی پی آئی کے امیدوار بھانیشور پرساد کو ہرایا تھا۔ بعد ازاں 2004 میں بھانیشور پرساد نے یسونت سنہا کو ڈیڑھ لاکھ کے زائد ووٹوں سے ہرایا تھا۔ 2009 سے ہزاری باغ پر بی جے پی کا قبضہ ہے اور یہ بی جے پی کی گڑھ سمجھی جاتی ہے۔ 2009 میں یشونت سنہا یہاں سے کامیاب ہوئے تھے اور بعد ازاں 2014 اور 2019 میں ان کے بیٹے جینت سنہا نے الیکشن لڑا تھا۔ 2019 میں جینت سنہا نے کانگریس کے امیدوار گوپال پرساد ساہو کو تقریباً پونے پانچ لاکھ ووٹوں سے ہرایا تھا۔ اس طرح جینت سنہا کو 67.42 فیصد ووٹ ملا تھا۔ دونوں امیدوار پہلی مرتبہ لوک سبھا کا الیکشن لڑ رہے ہیں۔ جبکہ پٹیل کانگریس میں شامل ہوگئے ہیں۔

ہزاری باغ میں اس دفعہ کانگریس کے امیدوار بھی ایم ایل اے ہیں اور بی جے پی کے امیدوار بھی۔ کانگریس کے امیدوار نے ابھی چند روز قبل پالا بدل کر بی جے پی سے کانگریس میں شمولیت اختیار کی ہے۔ یہ دونوں امیدوار بی جے پی کے ٹکٹ پر ہزاری باغ ضلع کی دو الگ الگ سیٹوں پر ایم ایل اے کے طور پر کامیاب ہوئے تھے اور اب ایک دوسرے کے خلاف برسر پیکار ہیں۔ ہزاری باغ صدر سیٹ کے ایم ایل اے منیش جیسوال کو میدان میں اتارا ہے اور منڈو سیٹ کے ایم ایل اے جے پرکاش بھائی پٹیل (جے پی پٹیل) کانگریس کے ایم پی کے امیدوار ہیں۔ منیش جیسوال لگاتار دو مرتبہ ایم ایل اے بنے ہیں جبکہ جے پرکاش بھائی پٹیل تین مرتبہ ایم ایل اے رہے ہیں۔

دونوں امیدواروں کے والد سیاست داں رہے ہیں۔ منیش جیسوال کے والد برج کشور جیسوال ہزاری باغ کارپوریشن کے صدر رہے ہیں۔ انہوں نے کانگریس کے امیدوار کے طور پر صدر ہزاری باغ سے الیکشن بھی لڑا تھا۔ جے پرکاش کے والد نیک لال مہتو منڈو سے چار بار ایم ایل اے اور ایک مرتبہ گریڈھی سے ایم پی بھی رہے ہیں۔ مقامی لوگوں کا کہنا ہے کہ دونوں امیدواروں کا کے پلڑا برابر ہیں اور دونوں میں سے کوئی بھی الیکشن جیت سکتا ہے۔ کانگریس کے امیدوار جے پرکاش بھائی پٹیل برادری نسبتی شیو لال مہتو نے بی جے پی میں شمولیت اختیار کرلی ہے۔ اس سے مقابلہ اور دلچسپ ہوگیا ہے۔ دوسری جانب مقامی کائستھ طبقے نے کہہ دیا ہے کہ بی جے پی کو حمایت نہیں دیں گے کیونکہ جینت سنہا جو کہ ایک کائستھ ہیں۔ ہزاری باغ سے ان کو ٹکٹ نہیں دیا گیا ہے جبکہ جھارکھنڈ مکتی مورچہ کانگریس کے امیدوار کو حمایت دینے میں تامل سے کام کر رہے ہیں۔

ہزاری باغ میں اس دفعہ کانگریس کے امیدوار بھی ایم ایل اے ہیں اور بی جے پی کے امیدوار بھی ۔ کانگریس کے امیدوار نے ابھی چند روز قبل پالا بدل کر بی جے پی سے کانگریس میں شمولیت اختیار کی ہے۔ یہ دونوں امیدوار بی جے پی کے ٹکٹ پر ہزاری باغ ضلع کی دو الگ الگ سیٹوں پر ایم ایل اے کے طور پر کامیاب ہوئے تھے اور اب ایک دوسرے کے خلاف برسر پیکار ہیں۔ ہزاری باغ صدر سیٹ کے ایم ایل اے منیش جیسوال کو میدان میں اتارا ہے اور منڈوسیٹ کے ایم ایل اے جے پرکاش بھائی پٹیل (جے پی پٹیل) کانگریس کے ایم پی کے امیدوار ہیں ۔

ہزاری باغ لوک سبھا میں دو
ایم ایل اے کے درمیان مقابلہ

سرسہ کے معرکہ میں جاٹ اور پنجابی ووٹ اہم

ہریانہ کے سرسہ لوک سبھا حلقہ میں صرف دو سابق ممبران پارلیمنٹ سیاسی جدوجہد کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ یہ بھی ایک اتفاق ہے کہ کانگریس کی وراثت بھی ان سیاسی پہلوانوں سے جڑی ہے جو اس محفوظ نشست کے لیے میدان میں اترے ہیں، اشوک تنور جو بی جے پی کے ٹکٹ پر اکھاڑے میں اترے ہیں، ہریانہ پردیش کانگریس کے صدر رہ چکے ہیں۔ اب وہ دوسری بار بی جے پی کے ٹکٹ پر رکن پارلیمان بننا چاہتے ہیں، ان کے خلاف کانگریس کے ٹکٹ پر انتخاب لڑنے والی کماری شیلجا بھی موجود ہیں۔ سرسہ سے دوبار کانگریس کے رکن پارلیمنٹ رہ چکی ہیں۔ شیلجا کے والد دلویر سنگھ بھی چار بار لوک سبھا میں سرسا کی نمائندگی کر چکے ہیں۔

سرسہ ایک ریزرو لوک سبھا حلقہ ہے۔ آئی این ایل ڈی نے سندیپ لاٹ کو سرسہ سے اور جے جے پی نے سابق ایم ایل اے رمیش کھٹک کو میدان میں اتارا ہے۔ اس پارلیمانی حلقے میں رمیش کھٹک اور سندیپ لاٹ دونوں کی کوئی بڑی حمایت حاصل نہیں ہے۔

اشوک تنور اور کماری شیلجا کا دلت ووٹوں پر خاصا اثر ہے۔ جس کو جاٹ اور پنجابی ووٹوں میں اکثریت ملے گی وہ فتح کا جھنڈا لہرائے گا۔ بی جے پی کو پی ایم مودی کی مقبولیت اور ریاستی حکومت کے کاموں پر یقین ہے۔

شیلجا کی طاقت اس کی اپنی حمایت کی بنیاد ہے۔ شیلجا کی انتخابی مہم سے پہلے وزیر اعلیٰ بھوپیندر سنگھ ہڈا کیمپ فاصلہ برقرار رکھے ہوئے ہے، لیکن ایس آر کے گروپ یعنی رندیپ سرجے والا، کرن چودھری کے ساتھ سیلجا، سابق ایم پی شروتی چودھری، جنہیں بھیوانی سے ٹکٹ نہ ملنے کا خمیازہ بھگتنا پڑ رہا ہے، اور سابق یونین وزیر چودھری بیرندر سنگھ ان کے لئے ہیں، ابھے چوٹالہ کو آئی این ایل ڈی امیدوار کی حمایت نہیں مل رہی ہے کیونکہ وہ خود کروکشیتر سے لڑ رہے ہیں، وہ بھی جے جے پی کے امیدوار کے لئے زیادہ سرگرم نہیں ہیں۔ ان کی والدہ حصار میں جے جے پی کے ٹکٹ پر الیکشن لڑ رہی ہیں۔ اس لیے سرسا میں چوٹالہ خاندان کی سیاسی سرگرمیاں اب نمایاں نہیں رہیں، جس کا فائدہ بی جے پی اور کانگریس دونوں اٹھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ سرسا میں ڈیرہ سچا سودا اور ڈیرہ بھومن شاہ دو ایسی طاقتیں ہیں، جس کو ان کا آشیرواد حاصل ہوتا ہے وہ سیاسی طور پر کامیاب ہو جاتا ہے، لیکن آج تک ان دونوں ڈیروں نے اپنے پتے نہیں کھولے۔

کانگریس اور بی جے پی کا سرسا پارلیمانی حلقہ میں پنجابی اور باگڑی ووٹ بینک پر پورا زور ہے۔ ڈیرہ سچا سودا جس کے ساتھ برسر اقتدار ہے وہ انتخابات میں فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ سرسہ میں پنجابی اور جاٹ ووٹر فیصلہ کن ثابت ہوں گے۔ سرسا سیٹ جس میں محروم طبقے کے 8.13 لاکھ ووٹرز ہیں، جاٹ ووٹروں کی تعداد 3 لاکھ 60 ہزار کے قریب ہے، جب کہ پنجابی برادری کے کھتری، اروڑہ اور مہتا ووٹوں کی تعداد تقریباً 2 لاکھ ہے۔ ایک لاکھ ویشیا ووٹر، 90 ہزار کمبوج ووٹر اور یہاں تک کہ 65 ہزار برہمن ووٹر کسی بھی الیکشن کا رخ بدل سکتے ہیں۔

پسماندہ طبقات کے تحت آنے والے سینی، کمہار، آہیر، گجر، کھاتی اور سنار ووٹروں کی تعداد تقریباً ڈیڑھ لاکھ ہے۔ کماری شیلجا کے والد چودھری دلبیر سنگھ چار بار ایم پی رہ چکے ہیں اور کماری شیلجا دو بار ایم پی رہ چکی ہیں۔

सिरसा में आपका स्वागत है। WEL

سرسہ ایک ریزرو لوک سبھا حلقہ ہے۔ آئی این ایل ڈی نے سندیپ لاٹ کو سرسہ سے اور جے جے پی نے سابق ایم ایل اے رمیش کھٹک کو میدان میں اتارا ہے۔ اس پارلیمانی حلقے میں رمیش کھٹک اور سندیپ لاٹ دونوں کو کوئی بڑی حمایت حاصل نہیں ہے۔

تلخیاں

حمنہ کبیر

☐ ”بی جے پی حکومت نے ہر طبقے کو دھوکا دیا ہے۔“ اکھلیش یادو
انہوں نے پہلے ہی کہہ دیا تھا، سب کا ساتھ سب کا ”وکاس“۔

☐ ”مودی سرکار میں آزادی کے نعرے ہمارے کشمیر میں نہیں پی او کے میں لگ رہے ہیں۔“ امت شاہ
نعرے تو منی پور میں بھی لگ رہے ہیں جناب اور مودی سرکار کے دور میں ہی۔

☐ ”لوگ کہتے ہیں پاکستان نے چوڑیاں نہیں پہن رکھی ہیں، نہیں پہنی ہے تو پہنادیں گے۔“
اور چین کو کیا پہنانے کا ارادہ ہے؟؟ کیا چین محض ہمیں ہی "پہناتا" رہے گا؟

☐ چین: چڑیا گھر میں اصلی پانڈا نہیں، انتظامیہ نے کتوں پر پانڈوں جیسا رنگ پھیر دیا۔
خوب۔۔۔ تو بھونکتے ہوئے پانڈا کو دیکھنے کے لئے لوگوں نے خوب بھیڑ لگائی ہوگی۔

☐ ”صرف دو طرح کے لوگ نہیں چاہتے کہ نریندر مودی جی پی ایم بنیں۔“ یوگی آدتیہ ناتھ
ایک وہ جو سماجی ہم آہنگی کے خواہش مند ہیں دوسرے وہ جنہیں تعلیم و ترقی سے سروکار ہے۔

☐ ”کجریوال جیل جانے کے بعد اپنی عقل کھو چکے ہیں۔“ یوگی آدتیہ ناتھ
یا کچھ زیادہ ہی عقل مند ہو کر لوٹے ہیں؟

☐ ”سیاست میرے بس کی بات نہیں، میں سمجھتا ہوں کامیڈی بہتر میدان ہے۔“ شیام رنگیلا
دل چھوٹا نہ کریں حضور، سیاست اور کامیڈی میں کچھ خاص فرق باقی نہیں رہا۔

hamnaahvazi@gmail.com